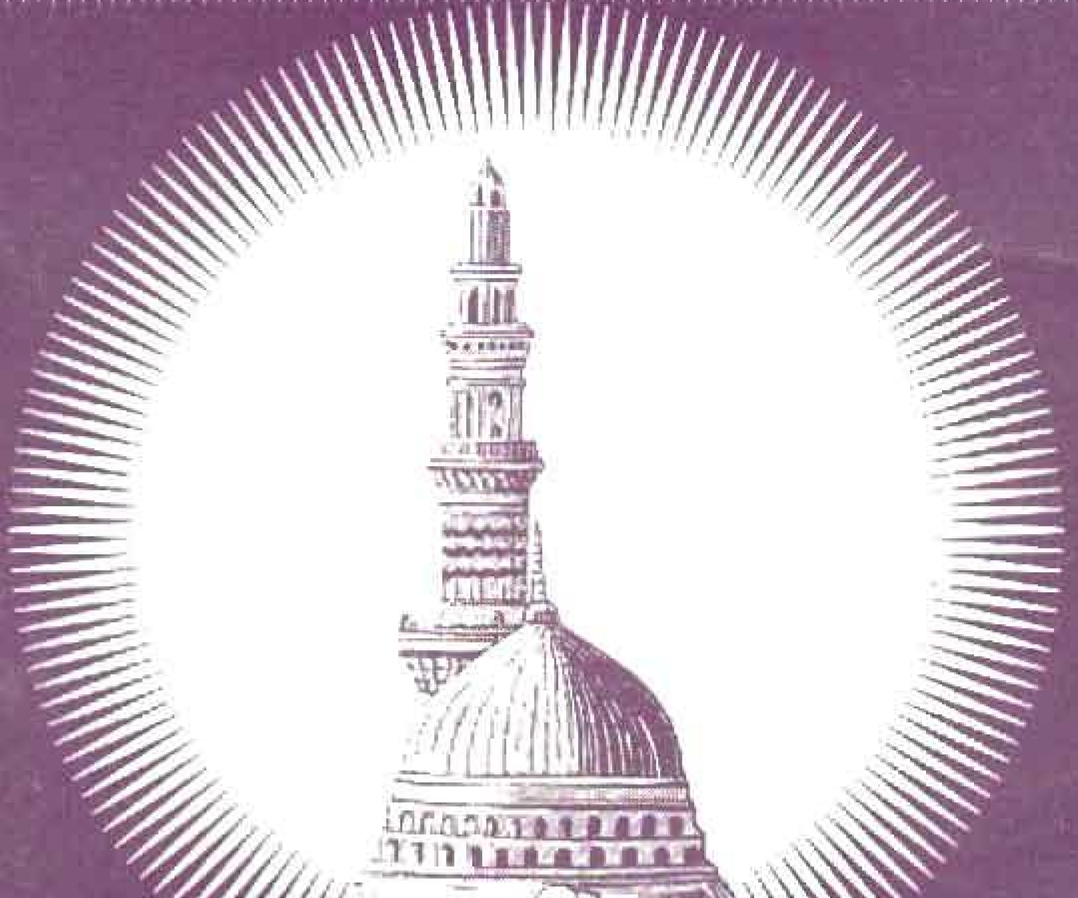
مطالعہ حدیث کورس

حج و عمرہ



9

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (9) حج و عمرہ

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد

فون: 9261751-54

فیکس: 261648, 250821

ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس	....	مطالعہ حدیث
یونٹ نمبر	....	9
مؤلف	....	مولانا حبیب الرحمان
ناشر	....	دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان
مطبع	....	ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد
سن اشاعت	....	2000ء۔1421ھ

فہرست مضامین

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیتِ بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی' غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث' اس کی جمع و تدوین' اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me, Goldzeha اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرادی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے' اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و تنو صیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح' حسن' ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر بنے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل' تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخِ تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث' یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو' شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے' تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

یہ مطالعہ حدیث کورس کا نواں یونٹ ہے' اس یونٹ کا موضوع "حج" ہے۔ اس یونٹ میں حج کی اہمیت' فرضیت' حج کے احکام' حج کی ادائیگی کا طریقہ' قربانی کی حقیقی روح' اور حج کے فوائد و برکات پر احادیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ دین اسلام کے پانچویں اور اہم رکن حج کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں گے اور آپ پر یہ حقیقت واضح ہو گی کہ مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع میں وہ کیا فوائد ہیں جو اہل ایمان کو حاصل ہوتے ہیں۔ آپ بیت اللہ کی مرکزی حیثیت کو بھی جان لیں گے اور ان جذبات سے بھی آگاہی حاصل کریں گے جن جذبات کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی تعمیر کی تھی حج کے اعمال کی ادائیگی میں سپردگی کی جو کیفیت پائی جاتی ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو معلوم ہو گا کہ درحقیقت بندے کا پورے طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا نام حج ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات قرآنی :

۱. اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ٥ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ٥ (آل عمران ۳ :۹۶، ۹۷)

"بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا' اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں' ابراہیم کا مقام عبادت ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اس میں داخل ہونے والا مامون ہو گیا' لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔"

۲. وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ٥ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ٥ (الحج ۲۲ : ۲۶، ۲۸)

"اور جب کہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ مقرر کی اس ہدایت کے ساتھ کہ یہاں شرک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو اور لوگوں میں حج کی عام منادی کر دو کہ تمہارے پاس آئیں خواہ پیدل آئیں یا دور دراز مقام سے دبلی اونٹنیوں پر' تاکہ یہاں آکر وہ دیکھیں کہ ان کے لیے کیسے کیسے دینی و دنیوی فائدے ہیں اور ان چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر جو اللہ نے انہیں دیئے ہیں اللہ کا نام لیں (یعنی قربانی کریں) اور اس میں خود بھی کھائیں اور تنگدست و محتاج لوگوں کو بھی کھلائیں۔"

احادیث نبوی

حج کی فرضیت:

۱۔ عن ابی هریرہ رضی الله عنه قال خطبنا رسول اللهﷺ فقال یأیها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل أکل عام یا رسول الله فسکت حتی قالها ثلثا فقال لوقلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ما ترکتکم فانما هلك من کان قبلکم بکثرة سوالهم و اختلافهم علی انبیاء هم فاذا أمرتك بشئ فأتوا منه ماستطعتم و اذا نهیتکم عن شئ فدعوه۔(صحیح مسلم: کتاب الحج)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے لہذا اسے ادا کرنے کی فکر کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ: کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں سکوت اختیار فرمایا یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دوہرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ: ہاں ہر سال حج کرنا فرض ہے، تو تم ادا نہ کر سکتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب میں تمھیں خود کسی چیز کا حکم دوں تو حسب استطاعت جو ہو سکے اسے ادا کرو اور جب کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو۔

مفہوم:

۱۔ بعض احادیث میں ان صحابی کا نام اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ نبی ﷺ کا منشا اور مطلب یہ ہے کہ حج کے فرض ہونے کا جو حکم سنایا گیا تھا اس کا تقاضا اور مطالبہ عمر میں بس ایک حج کا تھا۔

۳۔ حسب استطاعت سے مراد یہ ہے کہ جس حد تک تم سے تعمیل ہو سکے اس کی کوشش کرو اور بشری کمزوریوں کی وجہ سے جو کمی رہ جائے گی اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے اس کی معافی کی امید ہے۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: من ملك زادا وراحلة تبلغه الی بیت الله ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا اونصرانیا و ذالك أن الله تبارك و تعالی یقول "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً"۔ (جامع ترمذی: کتاب الحج)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس سفر حج کا ضروری

سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اسے پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وللہ علی الناس**...... "لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہوں وہ اس کا حج کرے۔

مفہوم :

۱۔ اس حدیث میں ان لوگوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے جو استطاعت کے باوجود حج ادا نہیں کرتے۔

۲۔ یعنی یہ ایسا فرض نہیں ہے کہ آدمی جی چاہے تو ادا کر دے اور جی نہ چاہے تو نہ ادا کرے بلکہ یہ تو ہر اس مسلمان پر عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے جو

۱۔ عاقل ہو

۲۔ بالغ ہو

۳۔ جس کے پاس راستے کے مصارف کے لیے خرچ موجود ہو۔

۴۔ معذور نہ ہو تندرست ہو

۵۔ راستے میں امن و امان ہو

۳۔ نافرمان اور ناشکرے جس حال میں بھی مریں اللہ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ان کا انجام یا خاتمہ یہودیوں جیسا ہوتا ہے یا نصاری جیسا۔

حج کی فضیلت اور برکت :

۳۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ. **(بخاری مسلم: کتاب الحج)**

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حج کیا اور کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب نہ کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس ہو گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔"

مفہوم :

۱۔ جو زمانہ حج میں شہوت کی باتوں اور اللہ کی نافرمانی سے بچے گا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے گناہوں کی معافی کی بشارت دی ہے۔

۲۔ حرم الٰہی کے مسافر کے دل میں اللہ کی محبت کا شوق اس قدر بھڑک اٹھتا ہے کہ برائی سے اس کے دل کو نفرت ہونے لگتی ہے اور نیکی کا جذبہ حرم کی طرف بڑھنے کے ساتھ ہی بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

۳۔ یہ سفر پورے کا پورا عبادت ہے' اور ہر دم آدمی کے نفس کو پاک کرتا ہے۔ یہ ایک اصلاحی کورس ہے۔

۴۔ اس اصلاحی کورس میں اگر آدمی خلوص اور شعور کے ساتھ شرکت کرے تو یہ زندگی کی کایا پلٹ دیتا ہے۔

۴۔ **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما و الحج المبرور ليس له جزاء الاالجنة.** **(بخاری و مسلم: حج)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا' اور حج مبرور کا صلہ تو بس جنت ہے۔"

عن عائشة رضی الله عنها انها قالت يارسول اللهﷺ ترى الجهاد أفضل العمل افلا نجاهد؟ قال لكن افضل الجهاد حج مبرور. **(بخاری 'مسلم: كتاب الحج)**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے"

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت اور فضیلت اچھی طرح راسخ ہو چکی تھی اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے نزدیک جہاد سب سے افضل عمل ہے۔

۲۔ حج مبرور ایسا حج ہے جس میں مناسک حج کو اس کے جملہ آداب و شرائط کے ساتھ اور اس کی حقیقی روح اور مقصد کو پیش نظر رکھ کر ادا کیا گیا ہو۔

عن عمرو بن العاص قال لما جعل الله الاسلام فى قلبى أتيت رسول اللهﷺ فقلت ابسط يدك فلا بايعك قال فبسط فقبضت يدى فقال مالك يا عمرو؟ قلت اشترط قال تشترط ماذا؟ قلت أن يغفرلي؟ قال اما علمت أن الاسلام يهدم ما قبله' وأن الهجرة يهدم ماقبله وأن الحج يهدم ما قبله .

(صحيح مسلم: كتاب الحج)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے جب میرے دل میں

اسلام قبول کرنے کی خواہش پیدا کر دی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اپنا دست مبارک بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کرلوں' وہ بیان کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میری ایک شرط ہے' آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ کہ میرے گناہوں کی مغفرت ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ہجرت کرنے سے بھی سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کرنے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

مفہوم:

۱۔ اسلام لانے سے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو زمانہ کفر میں کسی نے کیے ہوں۔
۲۔ حج سے بھی سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حج حقیقی معنی میں حج ہو اور اس نے زندگی پر دیرپا اثرات بھی چھوڑے ہوں۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: تابعوا بين الحج و العمرة فانهما ينفيان الفقرو الذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة وليس للحجة المبرورة ثواب الاالجنة. **(جامع ترمذی: کتاب الحج)**

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو' یہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کرتی ہے' حج مبرور کا بدلہ تو صرف جنت ہی ہے۔

مفہوم:

۱۔ بار بار حج اور عمرہ کی ادائیگی سے اس کے ثمرات اور برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے۔
۲۔ حج سے جس طرح گناہ معاف ہوتے ہیں اسی طرح اس کا دنیوی فائدہ بھی ہے یہ کہ دنیا کی زندگی میں فقر و افلاس سے نجات ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دنیا میں بھی خوشحالی اور فراوانی کی شکل میں صلہ عطا فرماتا ہے۔

فریضہ حج ادا کرنے میں جلدی :

روی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہﷺ: تعجلو الی الحج یعنی الفریضۃ' فان أحدکم لا یدری مایعرض لہ. **(الترغیب: کتاب الحج)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اگر تم پر حج فرض ہو چکا ہو تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرو اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

مفہوم :

۱۔ صاحب استطاعت شخص کو جتنا ممکن ہو سکے پہلی فرصت میں فریضہ حج ادا کر لینا چاہیے۔

۲۔ تاخیر کی صورت میں بے شمار رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں مثلاً معذوری' بیماری' جنگ' تنگدستی اور کوئی حادثہ وغیرہ جس کی وجہ سے آدمی اس عظیم سعادت اور نعمت سے محروم ہو سکتا ہے۔

عورت کا حج :

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول اللہﷺ یقول: لا یخلون رجل بأمرأۃ الاومعھا ذو محرم ولا تسافر المرأہ الا مع ذی محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ ان امرأتی خرجت حاجۃ وانی کتبت فی غزوۃ کذا وکذا ' فقال انطلق فحج مع امرأتك.

(صحیح مسلم: کتاب الحج)

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے اس کے محرم کے بغیر تنہائی میں نہ ملے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے' تو ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے چلی گئی ہے اور میرا نام فلاں اور فلاں جہادی مہم میں لکھا ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج ادا کرو۔

مفہوم :

۱۔ عورت پر حج کی فرضیت کی وہی شرائط ہیں جو مرد کے لیے ہیں البتہ ایک زائد شرط یہ بھی ہے کہ عورت صاحب استطاعت ہونے کے باوجود بغیر محرم رشتہ دار کے حج کے لیے نہیں جا سکتی۔

۲۔ تنہائی میں محرم کے بغیر ملاقات سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کیونکہ اسلام ہر اس راستہ کو بھی بند کر

دیتا ہے جو برائی تک جاتا ہو اور اس کا ذریعہ بنتا ہو۔

مواقیت :

عن ابن عباس قال وقت رسول اللہ ﷺ لا هل المدينة ذالحليفة ولا هل الشام الجحفة ولا هل نجد قرن المنازل ولا هل اليمن يلملم فهن لهن ولمن اتى عليهن من غير اهلهن لمن كان يريد الحج والعمرة فمن كان دونهن فمهله من اهله وكذاك وكذاك حتى اهل مكة يهلون منها .

(صحيح بخاری و صحيح مسلم: كتاب الحج)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا، اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلملم کو اہل یمن کا، پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لیے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لیے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے اندر ہوں (یعنی ان مقامات سے مکہ معظّمہ کی طرف کے رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا، یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔

عن جابر عن رسول اللہ ﷺ قال مهل اهل المدينة من ذى الحليفة والطريق الا خر الجحفة ومهل اهل العراق من ذات عرق ومهل اهل نجد قرن و مهل اهل اليمن يلملم.

(رواه مسلم: كتاب الحج)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اہل مدینہ کا میقات (جہاں سے ان کو احرام باندھنا چاہیے) ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستہ سے جانے والوں کا میقات جحفہ ہے اور اہل عراق کا میقات ذات عرق ہے اور اہل نجد کا میقات قرن المنازل ہے، اور اہل یمن کا میقات یلملم ہے۔''

مفہوم :

1۔ میقات سے مراد وہ خاص اور متعین مقام ہے جس سے آگے احرام باندھے بغیر مکہ مکرمہ جانا جائز نہیں ہے، کسی بھی غرض سے جو شخص مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ میقات پہنچ کر احرام باندھے، احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھنا حرام ہے۔

۲۔ میقات اس حاضری اور حج کے لازمی آداب میں سے ایک ہے۔

۳۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں اور ان ممالک کی طرف سے آنے والوں کے لیے پانچ میقات مقرر ہیں۔

ا۔ ذوالحلیفۃ:

یہ اہل مدینہ اور ان لوگوں کے لیے ہے جو اس راستہ سے مکہ مکرمہ آنا چاہیں۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۹ کلو میٹر اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ڈھائی کلو میٹر ہے۔ اس کا فاصلہ سب سے زیادہ ہے۔

ب۔ ذات عرق:

یہ عراق اور عراق کی سمت سے آنے والوں کے لیے ہے یہ مکہ معظّمہ سے شمال مشرق کی جانب مکہ سے تقریباً ۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

ج۔ جحفہ:

یہ شام اور شام کی سمت سے آنے والوں کے لیے ہے' یہ مکہ معظّمہ سے مغرب کی جانب تقریباً ایک سو اسی (۱۸۰) کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

د۔ قرن المنازل:

مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف جانے والے راستے پر ایک پہاڑی مقام ہے جو مکے سے اندازاً پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہ اہل نجد اور اس سمت سے آنے والوں کا میقات ہے۔

ر۔ یلملم:

مکہ مکرمہ سے جنوب مشرق کی جانب یمن سے آنے والے راستہ پر ایک پہاڑی مقام ہے جو مکہ معظّمہ سے تقریباً ساٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے' یہ یمن اور اس سمت سے آنے والوں کا میقات ہے۔

اہل پاکستان کا میقات:

اہل پاکستان کا میقات یلملم ہے۔

احرام کا لباس:

عن عبداللہ بن عمر ان رجلا سأل رسول اللہ ﷺ ما یلبس المحرم من الثیاب فقال رسول

اللہ ﷺ لا تلبسو القمیص ولا العما ئم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احد لایجد النعلین فیلبس الخفین و الیقطعھما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئا مسہ زعفران ولا ورس۔ (بخاری و مسلم: کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ : "ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ :۔ محرم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ :۔ (حالت احرام میں) نہ تو کرتا قمیض پہنو اور نہ سر پر عمامہ باندھو اور نہ شلوار پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو' اور نہ پاؤں میں موزے پہنو' سوائے اس کے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لیے چپل جوتا نہ ہو تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لیے موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور ایسے کپڑے نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔"

مفہوم :

۱۔ حج کی نیت کر کے حج کا لباس پہننے اور تلبیہ پڑھنے کو احرام کہتے ہیں اور ایسا شخص محرم کہلاتا ہے جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد آدمی نماز میں داخل ہو جاتا ہے اس طرح حج کی نیت سے تلبیہ پڑھنے سے آدمی حج میں داخل ہو جاتا ہے اور حج شروع ہو جاتا ہے۔

۲۔ احرام کا لباس :ایک تہبند' ایک چادر' اور ایسی جوتی جس سے پورا پاؤں نہ ڈھک جائے۔

۳۔ یہ فقیرانہ لباس اور دیگر پابندیاں اس لیے ہیں تاکہ بندہ ایسی ہیئت اور صورت میں اپنے رب کے دربار میں حاضر ہو جس سے اس کی عاجزی و انکساری اور دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہو اور بندگی کا رنگ زیادہ سے زیادہ نمایاں ہو۔

۴۔ یہ لباس میدان حشر کی حاضری کو بھی ذہن میں تازہ کر دیتا ہے۔

ا۔ عورتوں کے لیے احرام کا لباس :

عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ ﷺ ینھی النساء فی احرامھن عن القفازین والنقاب وما مس الورس والزعفران من الثیاب والتلبس بعد ذلك ما أحبت من الوان الثیاب معصفر او خز او حلك او سراویل او قمیص او خف۔ (سنن ابی داؤد : الحج)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ :انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ ﷺ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور چہرے پر نقاب ڈالنے سے اور ان کپڑوں کے

استعمال سے جن کو ورس یا زعفران لگی ہو۔ ان کے علاوہ وہ جو رنگین کپڑے وہ چاہیں پہن سکتی ہیں کسمبی کپڑا ہو یا ریشمی 'زیورات 'شلوار ' قمیص اور موزے پہن سکتی ہیں۔

مفہوم :

۱۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں قمیص شلوار وغیرہ سلے کپڑے پہننے کی ممانعت صرف مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں ہے 'پردہ کی وجہ سے ان سب کپڑوں کے استعمال کی اجازت ہے۔

۲۔ البتہ دستانے پہننے اور منہ پر نقاب ڈالنے کی ممانعت ہے 'ہاں بوقت ضرورت کسی پنکھے یا چادر وغیرہ سے آڑ کر لیں تو جائز ہے۔

ب۔ احرام سے پہلے غسل :

عن زید بن ثابت انه رأی النبیﷺ تجرد لاهلاله واغتسل۔ **(جامع ترمذی: الحج)**

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے احرام باندھنے کے لیے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا۔

مفہوم :

۱۔ احرام سے پہلے غسل سنت ہے۔

۲۔ صرف وضو کر کے دو رکعت پڑھ لی تو یہ بھی کافی ہے۔

۳۔ غسل سے پہلے سر وغیرہ کے بال بنوانا' ناخن کٹوانا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

ج۔ احرام کے لیے تلبیہ :

عن ابن عمر قال سمعت رسول اللهﷺ يهل ملبدا يقول لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك لا يزيد على هولاء الكلمات.

(بخاری ' مسلم : الحج)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پڑھتے سنا اور حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے سر کے بال لیپ کئے ہوئے تھے آپ اس طرح تلبیہ پڑھتے تھے **لبيك اللهم لبيك**......"حاضر ہوں' میرے اللہ حاضر ہوں' حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں' یقیناً سب تعریف تیرے ہی لیے ہے' نعمت سب تیری ہے اور ساری بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔"

مفہوم :

ا۔ "لبيك اللهم لبيك" دراصل حج کی اس ندائے عام کا جواب ہے جو ساڑھے چار ہزار برس قبل حضرت ابراہیم نے اللہ کے حکم سے کی تھی کہ "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ......" اور لوگوں میں حج کی عام منادی کرو۔ اس کے جواب میں آج تک حرم الٰہی کا ہر مسافر بلند آواز سے کہہ رہا ہے میں حاضر ہوں۔

۲۔ باربار کی صدا احرام کا فقیرانہ لباس، سفر کی اس حالت اور منزل بمنزل بیت اللہ سے قریب تر ہوتے جانے کی اس کیفیت کے ساتھ مل کر کچھ ایسا سماں باندھتی ہے کہ حاجی عشق الٰہی میں از خود رفتہ ہو جاتا ہے اور اس کے دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بس ایک یاد دوست کے سوا

"آگ اس گھر میں لگی ایسی جو تھا جل گیا"

د۔ تلبیہ پڑھنے کا طریقہ :

عن خلاد بن السائب عن أبيه قال قال رسول اللهﷺ اتاني جبريل فأمرني أن امر أصحابي أن يرفعوا أصواتهم بالا هلال او التلبية. (موطا امام مالك: الحج)

خلاد بن سائب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: ما من مسلم يلبي الا لبى من عن يمينه و شماله من حجرا و مدر حتى تنقطع الارض من ههنا و ههنا . (جامع ترمذی: الحج)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا مومن بندہ جب **لبيك اللهم لبيك** پکارتا ہے تو اس کی دائیں طرف اور بائیں طرف اللہ کی جو مخلوق بھی ہوتی ہے خواہ وہ پتھر، درخت اور ڈھیلے ہوں وہ بھی **لبيك اللهم لبيك** پکارتے ہیں یہاں تک کہ زمین اس طرف اور اس طرف سے تمام ہو جاتی ہے۔"

مفہوم :

ا۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کی حمد و ثناء کرتی ہے لیکن اس کی حمد و ثناء کو انسان نہیں سمجھ سکتے۔

۲۔ لبیک کہنے والے صاحب ایمان بندہ کے ساتھ ہر چیز لبیک اللھم لبیک پکارتی ہے۔

نبی ﷺ نے کتنے حج کیے ہیں؟

عن جابر بن عبدالله أن النبی ﷺ حج ثلاث حجج حجتین قبل ان یھا جر و حجة بعد ما ھاجرو معھا عمرة. (جامع ترمذی: کتاب الحج)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے' دو ہجرت سے پہلے اور ایک ہجرت کے بعد۔ اس کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا۔

مفہوم:

۱۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک حج کیا ہے۔

۲۔ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہجرت سے قبل دو سے زائد حج ادا کیے ہیں۔ راجح بات یہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے ادا کیے:

عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ اعتمر أربع عمر عمرة الحدیبیة' وعمره الثانیة من قابل ' عمرة القضاء فی ذی القعده وعمرة الثالثة من الجعرانه . (جامع ترمذی: الحج)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں حدیبیہ کا عمرہ' حدیبیہ کے بعد دوسرے سال کا عمرہ' ذی القعدہ کا عمرۃ القضاء' چوتھا جعرانہ کا عمرہ۔

حج کے اہم افعال اور ارکان:

عن نافع قال ان ابن عمر کان لا یقدم مكة الابات بذی طوی حتی یصبح ویغتسل ویصلی فید خل مكة نھارا واذا نفر منھا مربذی طوی وبات فیھا حتی یصبح و یذکر أن النبی ﷺ كان یفعل ذالك. (بخاری ' مسلم: كتاب الحج)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خادم نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ تشریف لاتے تو مکہ مکرمہ میں داخلہ سے پہلے رات ذی طویٰ میں گزارتے۔ یہاں تک کہ صبح ہونے پر غسل کرتے اور نماز پڑھتے اور پھر دن کے وقت مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ معظّمہ سے واپس لوٹتے تو بھی ذی طویٰ میں رات گزارتے اور صبح کو وہاں سے روانہ ہوتے' عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

عن جابر رضی الله عنه قال ان رسول اللهﷺ لما قدم مکة أتی الحجر فاستلمه ثم مشی علی یمینه فرمل ثلثا ومشی اربعا۔ (صحیح مسلم: الحج)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سب سے پہلے حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر آپ نے داہنی طرف سے طواف کیا جس میں پہلے تین چکروں میں آپ نے رمل کیا اور پھر چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

مفہوم:

۱۔ بیت اللہ کا طواف درحقیقت نماز کی طرح عبادت ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے طواف کیا جاتا ہے۔

۲۔ استلام: کا معنی چھونا اور بوسہ دینا ہے' استلام سے مراد حجر اسود کو بوسہ دینا اور رکن یمانی کو چھونا ہے۔

۳۔ ہر طواف حجر اسود کے استلام سے شروع ہوتا ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال أقبل رسول اللهﷺ ودخل مکة فأقبل الی الحجر فاستلمه ثم طاف بالبیت ثم أتی الصفا فعلاه حتی ینظر الی البیت فرفع یدیه فجعل یذکر الله ماشاء ویدعو۔ (سنن ابی داوٗد: کتاب الحج)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے حجر اسود کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے اس کا استلام کیا پھر آپ ﷺ نے طواف کیا پھر صفا پہاڑی پر آئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور جتنی دیر آپ ﷺ نے چاہاذکر میں مشغول رہے اور دعا کرتے رہے۔

عن ابن عباس أن النبیﷺ قال الطواف حول البیت مثل الصلٰوة الا انکم تتکلمون فیه فمن تکلم فیه فلا یتکلمن الابخیر۔ (جامع ترمذی: کتاب الحج)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ طواف کی حالت میں کسی سے بات کرے تو وہ نیکی اور بھلائی ہی کی بات کرے۔

مفہوم:

۱۔ بیت اللہ محض اینٹ پتھر کی ایک عمارت نہیں ہے بلکہ روئے زمین پر خدا کی عظمت اور کبریائی کا

مخصوص نشان ہے۔

۲۔ بیت اللہ کی تعمیر کا مقصد ہی طواف بتایا گیا ہے "وطهر بيتى للطائفين" (اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے پاک رکھو)۔

۳۔ طواف بیت اللہ کی چھ قسمیں ہیں: طواف زیارت' طواف قدوم' طواف وداع' طواف عمرہ' طواف نذر اور نفلی طواف' ہر طواف کے احکام الگ الگ ہیں۔

عن عابس بن ربيعة رضى الله عنه قال رأيت عمر يقبل الحجر ويقول انى لأعلم أنك حجر ما تنفع ولا تضر ولو لا أنى رأيت رسول الله ﷺ يقبل ما قبلتك. (بخارى ' مسلم: كتاب الحج)

عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے "میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان' اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے نہ چومتا۔"

مفہوم:

۱۔ اپنے اس قول میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کی تعظیم کا اصل مقصد واضح کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ نہ کوئی ذاتی وصف ہے اور نہ اس کے پاس نفع و نقصان یا قسمت بنانے اور بگاڑنے کا کوئی اختیار ہے' اس کی تعظیم محض اس وجہ سے ہے کہ اسے بوسہ دینے کا اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی وجہ سے حجر اسود کی اہمیت و فضیلت پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔

طواف میں ذکر اور دعا:

عن عبدالله بن السائب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول مابين الركنين "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ." (سنن ابى داؤد: كتاب الحج)

عبداللہ ابن سائب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے سنا ہے "ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخره حسنة وقنا عذاب النار" "اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے' اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا"۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه أن النبى ﷺ قال: وكل به سبعون ملكا فمن قال اللهم انى أسئلك العفو والعافية فى الدنيا والآخرة ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار'

قولوا آمین. (سنن ابن ماجة : کتاب الحج)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی پر ستر (۷۰) فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دعا کرے **اللھم انی أسئلك العفو**...... اے میرے رب مجھے دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا۔

وقوف عرفہ......حج کا اہم رکن :

عن عبدالرحمن بن یعمر الدئلی قال سمعت النبیﷺ یقول الحج عرفة من ادرك عرفة لیلة جمع قبل طلوع الفجر فقد أدرك الحج ایام مِنٰی ثلثة فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه ومن تأخر فلا أثم علیه. (ترمذی ابو داوٗد: کتاب الحج)

عبدالرحمٰن بن یعمر دئلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے 'حج (کا خاص رکن) وقوف عرفہ ہے' جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذوالحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہو گیا۔ مِنٰی میں قیام کے تین دن ہیں۔ اگر کوئی آدمی صرف دو دن میں جلدی منٰی سے چل دے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر کوئی ایک دن مزید ٹھہر کر وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے (دونوں باتیں جائز ہیں)

مفہوم :

۱۔ وقوف عرفہ حج کا اہم ترین رکن ہے اور اس پر حج کا دارومدار ہے۔ اس لیے اس میں اتنی وسعت رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی نویں ذوالحجہ کے دن میں عرفات نہ پہنچ سکے جو وقوف کا اصلی دن ہے تو وہ اگلی رات کے کسی حصہ میں بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ حج سے محروم نہیں ہو گا اور اس کا حج ہو جائے گا۔

۲۔ وقوف عرفہ کا منظر اس قدر ایمان افروز ہوتا ہے اور لاکھوں انسان ایک ہی لباس میں اس قدر عجز و احتیاج کی تصویر بنے کھڑے ہوتے ہیں گویا تھوڑی دیر کے لیے انسان میدان حشر پہنچ جاتا ہے اور اس سے میدان حشر کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت ان رسول اللهﷺ قال مامن یوم اکثر من أن یعتق الله فیه عبدا من النار من یوم عرفة وانه لیدنو ثم یباهی بهم الملائكة فیقول ما أراد هولاء.

(صحیح مسلم: کتاب الحج)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لیے جہنم سے آزادی اور رہائی کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس دن اللہ اپنے بندوں کے بہت ہی قریب ہوتا ہے اور ان پر فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے دیکھتے ہو' میرے یہ بندے کس مقصد سے یہاں آئے ہیں۔

مفہوم:

۱۔ لاکھوں انسان جب اس درویشانہ لباس میں اپنے خالق کے حضور کھلے آسمان تلے آہ و زاری کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت کا سمندر جوش میں آتا ہے اور وہ اپنی شان کریمی کے مطابق گناہ گاروں کی مغفرت کا فیصلہ فرماتا ہے۔

۲۔ خدا کی یاد اور خدا کی طرف شوق و عشق کی جو کیفیت آدمی پر گزرتی ہے وہ اپنا ایک مستقل نقش دل پر چھوڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے اللہ کی بندگی و اطاعت کا جذبہ بھی مستقل ہو جاتا ہے۔

رمی جمرات:

عن عائشة رضى الله عنها عن النبى ﷺ قال: انما جعل رمى الجمار والسعى بين الصفا و المروة لاقامة ذكر الله . **(جامع ترمذی: كتاب الحج)**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جمرات پر کنکریاں پھینکنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور پھیرے لگانا' ذکر اللہ کو قائم کرنے کے وسائل ہیں۔

مفہوم:

۱۔ طواف کعبہ کے بعد سعی کرنا واجب ہے' سعی سے مراد زائر حرم کا صفا و مروہ نامی پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا ہے۔

۲۔ رمی سے مراد حج کا وہ عمل ہے جس میں حاجی پتھر کے تین ستونوں پر کنکریاں مارتا ہے' رمی جمرات واجب ہے۔ جمرات جمرہ کی جمع ہے جس کا معنی کنکری ہے' رمی جمرات کا معنی ہے کنکریاں مارنا۔

۳۔ رمی جمرات در حقیقت اس عزم کا اظہار ہوتا ہے کہ مومنوں کا وجود دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت ہے۔ جو بھی اس دین پر بری نگاہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کرے گا وہ اسے اسی طرح تہس نہس کر دے گا جس طرح اس مقام پر ابرھہ کا لشکر تہس نہس کیا گیا تھا۔

۴۔ اس مقام پر حاجی اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات' شیطانی حربوں اور معصیت کو بھی ایسے ہی سنگسار کرے گا جس طرح ان ستونوں کو کر رہا ہے۔

عن جابر رضی الله عنه قال: رمی رسول اللهﷺ الجمرة یوم النحر ضحی وأمابعد ذالك فاذا زالت الشمس. (بخاری و مسلم: کتاب الحج)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اسکے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپ ﷺ نے زوال آفتاب کے بعد کی۔

عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه انه انتهی الی الجمرة الکبری فجعل البیت عن یساره ومنی عن یمینه و رمی بسبع حصیات یکبرمع کل حصاة ثم قال هکذا رمی الذی انزلت علیه سورة البقره. (بخاری' مسلم: کتاب الحج)

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رمی کے لیے جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے پھر اس طرح اس کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوئے کہ بیت اللہ ان کے بائیں جانب تھا اور منیٰ داہنی جانب' اس کے بعد اس نے جمرہ پر سات کنکریاں ماریں' ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے' اس کے بعد فرمایا کہ اس طرح اس مقدس ہستی نے رمی کی تھی جس پر سورۃ بقرۃ نازل ہوئی تھی۔

مفہوم:

۱۔ جمرات تین ہیں' جمرہ اولیٰ' جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ

۲۔ ان میں سے جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے اس کو جمرہ عقبیٰ کہتے ہیں جو اس کے بعد ہے اسے جمرہ وسطیٰ اور جو مسجد خیف کے قریب ہے اسے جمرہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

۳۔ رمی کرنا واجب ہے۔

۴۔ دس ذوالحجہ کی رمی کا وقت طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہے' اس کے بعد غروب آفتاب تک بھی جائز ہے باقی تاریخوں میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک مسنون ہے۔

عن جابر رضی الله عنه قال رایت النبیﷺ یرمی علی راحلته یوم النحر یقول لتأ خذوا مناسککم فانی لا أدری لعلی لا أحج بعد حجتی هذه. (صحیح مسلم: کتاب الحج)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنی سواری پر رمی کرتے

دیکھا ہے آپ اس وقت فرما رہے تھے کہ تم مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو' میں نہیں جانتا کہ اس حج کے بعد مجھے حج کا موقعہ مل سکے گا۔

مفہوم :

۱۔ رمی پیادہ بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی

۲۔ آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رمی کی تاکہ تمام لوگ آپ ﷺ سے رمی کا طریقہ اور مناسک حج سیکھ سکیں۔

عن ابن عمر رضی الله عنه أن رسول اللهﷺ قال فی حجة الوداع اللهم ارحم المحلقين اللهم ارحم المحلقين قالوا والمقصرين يا رسول الله قال و المقصرين.

(بخاری' مسلم : کتاب الحج)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر' حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول ﷺ! رحمت کی یہی دعا بال ترشوانے والوں کے لیے بھی کیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ کی رحمت ہو سر کے بال منڈوانے والوں پر' لوگوں نے پھر وہی عرض کیا : آپ ﷺ نے فرمایا کہ : اللہ کی رحمت ہو بال ترشوانے والوں پر۔

مفہوم :

۱۔ اس حدیث سے حج کے موقع پر بال ترشوانے کے مقابلہ میں بال منڈوانے کی زیادہ فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

طواف کے بعد ملتزم سے چمٹنا اور دعا کرنا :

عن عمرو بن شعيب عن ابيه قال كنت اطوف مع ابی عبدالله بن عمرو بن العاص ورأيت قوما التزموا البيت فقلت له انطلق بنا نلتزم البيت مع هولاء فقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم فلما فرغ من طواف التزم البيت بين البيت والحجر وقال هذا والله المكان الذی رأيت رسول اللهﷺ التزمه.

(البيهقی: کتاب الحج)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہا تھا میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ سے چمٹے ہوئے ہیں' میں

نے اپنے دادا سے عرض کیا کہ: ہم کو یہاں لے چلیں تا کہ ہم بھی ان لوگوں کی طرح بیت اللہ سے چمٹ جائیں انہوں نے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پھر جب میرے دادا طواف سے فارغ ہو گئے تو دیوار کعبہ کے خاص اس حصہ پر آئے جو باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان ہے (جسے ملتزم کہا جاتا ہے) اور اس سے چمٹ گئے اور فرمایا ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔“

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملتزم سے چمٹنے والا یہ عمل طواف کے بعد ہونا چاہیے۔

۲۔ اور یہ عمل صرف مقام ملتزم پر ہونا چاہیے۔

قربانی:

عن عبداللّٰہ بن قرط عن النبی ﷺ قال: ان اعظم الا یام عنداللّٰہ یوم النحر ثم یوم القر (قال ثور وھو الیوم الثانی) قال وقُرِّبُ لِرَسُوْلِ اللہ ﷺ بدنات خمس اَوْسِتٌ فطفقن یزدلفن الیہ بأیتھن یبداء. (سنن ابی داوٗد: کتاب الحج)

عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن) یعنی ۱۰ ذوالحجہ کا دن ہے' اس کے بعد اس سے اگلا دن 'یوم القر (۱۱ ذی الحجہ) کا درجہ ہے' راوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے قریب پانچ یا چھ اونٹ قربانی کے لیے لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا تا کہ پہلے آپ اسی کو ذبح کریں۔

مفہوم:

۱۔ جہاں تک ممکن ہو سکے قربانی ۱۰ ذوالحجہ کو کرنا چاہیے' اگر کسی وجہ سے ۱۰ ذوالحجہ کو نہ ہو سکے تو گیارہ کو کر لینا چاہیے۔

۲۔ اس حدیث میں راوی نے اپنا عجیب و غریب مشاہدہ بھی بیان کیا ہے کہ ہر اونٹ حضور ﷺ کے قریب ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ جانوروں میں بھی شعور پیدا کر دے اور وہ حضور ﷺ کے ہاتھ سے قربان ہونے میں اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہوں۔

عن سلمۃ بن الاکوع قال قال النبی ﷺ من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثۃ وفی بیتہ منہ شیٔ فلما کان العام المقبل قالوا یا رسول اللہ نفعل کما فعلنا العام الماضی قال کلوا واطعموا

وادخروا فان ذالك العام كان بالناس جهد فأردت ان تعينوا فيهم. (بخاری ' مسلم: کتاب الحج)

سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس کی قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی نہیں رہنا چاہیے۔ پھر جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سال بھی اسی طرح کریں جس طرح کہ گزشتہ سال کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ' کھلاؤ اور محفوظ کرو' گزشتہ سال وہ ہدایت اس لیے دی تھی کہ لوگوں کو (کھانے پینے کی) تکلیف تھی میں نے چاہا کہ تم قربانی سے ان کی مدد کرو۔''

مفہوم :

۱۔ قربانی دراصل اس عزم و یقین اور سپردگی اور فدائیت کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب خدا ہی کا ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب قربان ہونا چاہیے۔ اسی عہد و پیماں اور سپردگی کا نام ایمان' اسلام اور احسان ہے۔

۲۔ قربانی گوشت اور خون کا نام نہیں ہے بلکہ اس حقیقت کا نام ہے کہ ہمارا سب کچھ خدا کے لیے ہے اور اسی کی راہ میں قربان کیا جائے گا۔

۳۔ قربانی کی اس حقیقی روح اور شعور کے بغیر قربانی محض ایک رسم بن کر رہ جاتی ہے جس کا عملی زندگی پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۴۔ قربانی کے گوشت کے بارے میں اجازت ہے کہ جب تک چاہیں کھائیں اور رکھیں لیکن بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ غرباء فقراء اور مستحق لوگوں کو اس میں شریک کیا جائے تاکہ قربانی کا اصل مقصد بھی پورا ہو سکے۔

طواف زیارت :

عن عائشة رضي الله عنها ان رسول ﷺ أخر طواف الزيارة يوم النحر الى الليل.

(جامع ترمذی: الحج)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے طواف زیارت کو دسویں ذوالحجہ کی رات تک مؤخر کیا۔

مفہوم :

۱۔ طواف زیارت کے لیے افضل وقت عید الاضحیٰ کا دن ہے' لیکن ۱۰ ذوالحجہ کے بعد والی رات میں بھی حضور ﷺ نے اجازت دی ہے۔

۲۔ طواف زیارت حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اسے طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔

خطبہ حج الوداع :

عن ابی بکرة قال خطبنا النبیﷺ یوم النحر قال: ان الزمان استدار کھیئته یوم خلق اللّٰہ السموات والارض' السنة اثنی عشر شھرا منھا اربعة حرم' ثلث متوالیات ذوالقعدة ذوالحجة والمحرم ورجب مضر الذی بین جمادی و شعبان وقال ای شھر ھذا؟ فقلنا اللّٰہ ورسوله اعلم' فسکت حتی ظننا انه سیسمیه بغیر اسمه' قال الیس ذاالحجة؟ قلنا بلی' قال: ای بلد ھذا قلنا اللّٰہ ورسوله اعلم' فسکت حتی ظننا انه سیسمیه بغیر اسمه قال: الیس البلدة قلنا بلی' قال فای یوم ھذا قلنا اللّٰہ ورسوله اعلم' فسکت حتی ظننا انه سیسمیه بغیر اسمه قال الیس یوم النحرقلنا بلی' قال فان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا وستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم الا فلا ترجعوابعدی ضلا لا یضرب بعضکم رقاب بعض' الاھل بلغت قالوا نعم قال اللھم اشھد فلیبلغ الشاھد الغائب' فرب مبلغ اوعی من سامع.

(البخاری و مسلم: کتاب الحج)

ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذی الحجہ کو خطبہ دیا جس میں فرمایا :۔ زمانہ گھوم پھر کر اپنی اس اصلی ہیئیت پر آگیا ہے جس پر وہ زمین وآسمان کی تخلیق کے وقت تھا۔ سال پورے بارہ مہینہ ہی کا ہوتا ہے' ان میں سے ۴ مہینے خاص طور سے قابل احترام ہیں۔ ۳ مہینے تو مسلسل :۔ ذی القعدہ' ذی الحجہ' محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے اور جس کو قبیلہ مضر زیادہ مانتا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا :۔ بتاؤ یہ کون سا مہینہ ہے ؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ : اللہ اور رسول ﷺ ہی کو زیادہ علم ہے اس کے بعد کچھ دیر آپ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ اب آپ اس مہینہ کا کوئی اور نام مقرر کریں گے (لیکن) آپ نے فرمایا : کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا بیشک یہ ذی الحجہ ہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا : بتلاؤ یہ کون سا شہر ہے ؟ ہم لوگوں نے عرض کیا : اللہ اور رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ کچھ خاموش رہے یہاں تک ہم نے خیال کیا کہ اب آپ اس شہر کا کوئی اور نام مقرر کرینگے (لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا : کیا یہ "بلدہ" نہیں ہے ؟ (مکہ کے معروف ناموں میں ایک "بلدہ" تھا) ہم نے عرض کیا : بیشک

ایسا ہی ہے' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آج "**یوم النحر**" نہیں ہے؟ (یعنی ۱۰ ذی الحجہ جس میں قربانی کی جاتی ہے) ہم نے عرض کیا:۔ بیشک آج **یوم النحر** ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے خون اور تمھارے اموال اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں (یعنی کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ناحق کسی کا خون کرے' یا کسی کے مال پر یا اس کی آبرو پر دست درازی کرے۔ یہ سب تم پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے) جیسا کہ آج کے مبارک اور مقدس دن میں خاص اس شہر اور اس مہینہ میں تم کسی کی جان لینا یا اس کا مال اس کی آبرو لوٹنا حرام سمجھتے ہو (بالکل اسی طرح یہ باتیں تمھارے واسطے ہمیشہ کے لیے حرام ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اور عنقریب (مرنے کے بعد آخرت میں) اپنے پروردگار کے سامنے تمھاری پیشی ہو گی' اور وہ تم سے تمھارے اعمال کی بابت سوال کرے گا۔ دیکھو میں خبر دار کرتا ہوں کہ تم میرے بعد ایسے گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں..... (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) بتاؤ کیا میں نے اللہ کا پیام تم کو پہنچا دیا؟ سب نے عرض کیا کہ: بیشک آپ نے تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہا)۔ "**اللھم اشھد**" (اے اللہ تو گواہ رہ)۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا) جو لوگ یہاں حاضر اور موجود ہیں (اور انھوں نے میری بات سنی ہے) وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں بہت سے جن کو کسی سننے والے سے بات اس سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں (اور وہ اس علم کی امانت کا حق زیادہ ادا کرتے ہیں)۔

حج کے فوائد، اثرات اور برکات

حج میں وقت کی قربانی ہے، مال کی قربانی ہے آرام وآسائش کی قربانی ہے، بہت سے دنیوی تعلقات کی قربانی ہے، بہت سی نفسانی خواہشوں اور لذتوں کی قربانی ہے اور یہ سب کچھ اللہ کی خاطر ہے، کوئی ذاتی غرض اس میں شامل نہیں ہے، پھر اس سفر میں تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ مسلسل خدا کی یاد اور خدا کی طرف شوق و عشق کی جو کیفیت آدمی پر گزرتی ہے وہ اپنا ایک مستقل نقش دل پر چھوڑ جاتی ہے جس کا اثر برسوں قائم رہتا ہے۔

حرم کی سرزمین پر پہنچ کر زائر حرم قدم قدم پر ان لوگوں کے آثار دیکھتا ہے جنہوں نے اللہ کی بندگی و اطاعت میں بہت کچھ قربان کر دیا تھا۔ دنیا بھر سے لڑے، مصیبتیں اٹھائیں، جلاوطن ہوئے، ظلم سہے مگر بالآخر اللہ کا کلمہ بلند کر کے چھوڑا اور انسان سے اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرانے والے ہر باطل کا سر نیچا کر کے ہی دم لیا۔

حج ایک اجتماعی عبادت :

حج کے فوائد کا صحیح اندازہ تب ہی ممکن ہے جب یہ بات پیش نظر رہے کہ ایک ایک مسلمان اکیلا حج نہیں کرتا بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے حج کا ایک ہی زمانہ ہے جس کے درج ذیل فوائد ہیں :

ا۔ پورے عالم اسلام میں دینی حرکت :

حج کا موسم آنے کے ساتھ ہی اسلام کی زندگی جاگ اٹھتی ہے جو لوگ حج کو جاتے ہیں واپس آتے ہیں وہ تو دینی کیفیت میں سرشار ہوتے ہی ہیں لیکن دوسرے لوگ بھی لازماً اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

ب۔ ملت اسلامیہ کی وحدت کا سب سے بڑا مرکز :

دنیا بھر کے ملکوں سے ایک ہی مرکز کی طرف لاکھوں فرزندان توحید کھنچے چلے آتے ہیں، شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں، رنگ مختلف ہیں، زبانیں مختلف ہیں، لیکن ایک ہی لباس، ایک ہی اطاعت وبندگی کا نشان ان سب پر لگا ہوا ہے، سب بیک زبان **لبیك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك** پکار رہے ہوتے ہیں، یہاں زبانوں قوموں، وطنوں اور نسلوں کا اختلاف مٹ جاتا ہے۔

ج۔ مساوات کا سب سے بڑا مرکز :

ایک خدا کی بادشاہی اور محمد ﷺ کی رہنمائی تسلیم کر کے اسلام کی برادری میں داخل ہونے والے تمام ممالک کے مسلمان ایک جیسے حقوق رکھتے ہیں جو حقوق اہل مکہ کے ہیں وہی ہندوستان اور چین کے رہنے والے مسلمان کے بھی ہیں۔

د۔ امن کا سب سے بڑا مرکز :

اسلام نے دنیا کو ایسا حرم دیا ہے جو قیامت تک کیلئے امن کا شہر ہے جس میں آدمی تو کیا جانور تک کا شکار نہیں کیا جا سکتا۔

ر۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا مؤثر ذریعہ :

جب ایک شخص حج کی نیت کرتا ہے تو اس پر خوف خدا، پرہیزگاری، تقویٰ، توبہ واستغفار اور اچھے اخلاق کے اثرات چھانے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے عزیزوں، دوستوں اور متعلقین سے اپنے معاملات اس طرح صاف کرنا شروع کرتا ہے گویا وہ پہلا سا شخص نہیں ہے یقیناً اس کے اثرات دوسرے لوگوں تک بھی منتقل ہوتے ہیں۔

س۔ فوائد سے محرومی اور اس کے اسباب :

حج سے بڑھ کر خدا پرستی، خوف خدا، تقویٰ، پرہیزگاری، اخوت و محبت کی فضا پیدا کرنے والا عظیم الشان طریقہ دنیا میں نہیں ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہزار ہا زائرین مرکز اسلام کی طرف جاتے ہیں، نہ جاتے وقت کوئی خاص کیفیت طاری ہوتی ہے اور نہ واپسی پر حج کا کوئی اثر نظر آتا ہے، اسلام میں تو کسی قسم کا نقص یا عیب نہیں ہے بلکہ عیب ان لوگوں میں ہے جو اسلام کی صحیح پیروی نہیں کرتے اور اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے اسلام کے فوائد و برکات سے محروم رہتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عبادات کا صحیح تصور ذہنوں میں راسخ کیا جائے تاکہ پوری زندگی اللہ کی بندگی کے میں رنگ جائے۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر9

۱۔	الطحان، ڈاکٹر محمود	اصطلاحات حدیث،	ادارہ معارف اسلامی، لاہور	
۲۔	حسن، عبدالغفار،	عظمت حدیث،	دارالعلم، اسلام آباد	۱۹۹۸ء
۳۔	مسلم، مسلم بن حجاج،	مقدمہ مسلم،	دارالحدیث، قاہرہ	۱۹۹۱ء
۴۔	کاندھلوی، محمد احتشام الحق،	معارف السنہ	اسلامک انٹرنیشنل پبلشرز، لاہور	
۵۔	مودودی، سید ابوالاعلیٰ،	سنت کی آئینی حیثیت،	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور	
۶۔	بدر عالم، محمد بدر عالم،	ترجمان السنہ،	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	
۷۔	گیلانی، مناظر احسن،	تدوین حدیث		
۸۔	نعمانی، محمد منظور،	معارف الحدیث،	دارالاشاعت کراچی	